تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

قیمت سالانہ پیشگی

بیرون ہند

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۲۳	مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۳ء یوم جمعہ	مطابق ۹ صفر ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ حضور درس قرآن فرماتے ہیں۔

۱۷ ر تاریخ حکیم اجمل خان صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے تار موصول ہوا۔ کہ اپنا قائم مقام ارسال کریں۔ جو کہ تحریک شدھی کے متعلق اپنی رائے پیش کرے۔ اس پر حضور نے جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری و جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو ضروری ہدایات دیکر یہاں سے اسی دن روانہ فرما دیا۔ اور جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے کو آگرہ اور جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا کو لاہور تار دیا گیا کہ دہلی پہنچیں۔

جناب میر قاسم علی صاحب تبلیغی دورہ سے واپس آگئے ہیں

سمجھوتہ کے خلاف مسلمان لیڈروں کے نام تار

ناظر صاحب صیغہ انسداد ارتداد قادیان کی طرف سے

۱۸ ستمبر ۱۹۲۳ء کو صیغہ انسداد ارتداد قادیان نے ارتداد کے متعلقہ حالات پر غور کرنے کے لئے مجلس شوریٰ منعقد کی۔ جس میں مسلمان لیڈران کانگریس ورکنگ کمیٹی کے نام اس سمجھوتہ کے متعلق جو شدھی کے بارے میں دہلی میں ہندو مسلمان لیڈروں کے زیر غور ہے حسب ذیل تار حکیم اجمل خان صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر کچلو صاحب کے نام دہلی میں بھیجا گیا۔ نیز اخبارات کو بھی دیا گیا ۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مہاشہ شردھانند سے یہ سمجھوتہ کیا جا رہا ہے کہ بیرونی آریہ بھی شدھی کے کام سے الگ ہو جائیں۔ اور مسلمان جو دوسری جگہوں سے گئے ہیں۔ وہ بھی واپس ہو جائیں۔ اور اس علاقہ کے لوگوں کو آپس میں فیصلہ کرنے دیا جاوے۔ ہمارے نزدیک یہ سمجھوتہ سخت خلاف دانست اور خلاف مصالح اسلامیہ ہے۔ آریہ لوگ ایک عرصہ سے وہاں کام کر رہے ہیں۔ اور کئی ہزار آدمی کو آریہ بنا چکے ہیں۔ اب پیچھے ہٹ جانے کے یہ معنے ہیں کہ ان لوگوں کو آریہ رہنے دیا جاوے۔ جو قوم پہلے قبضہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIA[N]

الفضل ... قادیان بٹالہ

اخبار الفضل

ہفتہ میں دو بار

قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی ⁂ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۲۳ | مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۳ء | یوم جمعہ | مطابق ۹ صفر ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ حضور درس قرآن فرماتے ہیں۔

۷ ارتاریخ حکیم اجمل خان صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے تار موصول ہوا۔ کہ اپنا قائم مقام ارسال کریں۔ جو کہ تحریک شدھی کے متعلق اپنی رائے پیش کرے۔ اسپر حضور نے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری و جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو ضروری ہدایات دیکر یہاں سے اسی دن روانہ فرمادیا۔ اور جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے کو آگرہ اور جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا کو لاہور تار دیا گیا کہ دہلی پہنچیں۔

جناب میر قاسم علی صاحب تبلیغی دورہ سے واپس آگئے ہیں۔

سمجھوتہ کے خلاف مسلمان لیڈروں کے نام تار

ناظر صاحب صیغہ انسداد ارتداد قادیان کی طرف سے

۱۲ ستمبر ۲۳ء کو صیغہ انسداد ارتداد قادیان نے ارتداد کے متعلقہ حالات پر غور کرنے کے لئے مجلس شوریٰ منعقد کی۔ جس میں مسلمان لیڈران کانگریس وغیرہ کے نام اس سمجھوتہ کے متعلق جو شدھی کے بارے میں دہلی میں ہندو مسلمان لیڈروں کے زیر غور ہے۔ حسب ذیل تار حکیم اجمل خان صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر کچلو صاحب کے نام دہلی میں بھیجا گیا۔ نیز اخبارات کو بھی دیا گیا۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مہاشہ شردھانند سے یہ سمجھوتہ کیا جا رہا ہے کہ بیرونی آریہ بھی شدھی کے کام سے الگ ہو جائیں۔ اور مسلمان جو دوسری جگہوں سے گئے ہیں۔ وہ بھی واپس ہو جائیں۔ اور اس علاقہ کے لوگوں کو آپس میں فیصلہ کرنے دیا جاوے۔ ہمارے نزدیک یہ سمجھوتہ سخت خلاف دانست اور خلاف مصالح اسلامیہ ہے۔ آریہ لوگ ایک عرصہ سے وہاں کام کر رہے ہیں۔ اور کئی ہزار آدمی کو آریہ بنا چکے ہیں۔ اب پیچھے ہٹ جانے کے یہ معنے ہیں کہ ان لوگوں کو آریہ رہنے دیا جاوے۔ جو قوم پہلے قبضہ

کرچکی ہے۔ اُس کے لئے آیندہ جنگ بند کردینا کوئی حرج نہیں ہے۔ نقصان اُس کا ہے۔ جس نے اپنے اہل مذہب کو واپس لانا ہے۔ کوئی مسلمان اس امر کو برداشت نہیں کرسکتا۔ کہ اس کے اہل مذہب کو مُرتد کیا جاوے۔ اور وہ خاموش ہوکر بیٹھا رہے۔ اور اس کو سمجھانے کے لئے نہ جاسکے۔ آریہ لوگوں کے کارکن اسی علاقہ کے موجود ہیں۔ ان کو اس میں نقصان نہیں۔ نقصان مسلمانوں کا ہے۔ جن کے ہم مذہب ان علاقوں میں کام کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے یا کرنے کا جوش نہیں رکھتے۔ ہم سمجھ نہیں سکتے۔ کہ تبلیغ سے دونوں قوموں میں کیوں فساد پیدا ہو۔ جب تک کہ کوئی قوم خود فساد پیدا نہ کرنا چاہے۔ پس ہم بڑے زور سے اس سمجھوتہ کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہیں اس وقت تک کہ اس علاقہ کے لوگ واپس اسلام میں آجائیں۔ ہم صبر نہیں کرینگے۔ اور اسلام کی عزت کے مقابلے میں کسی سمجھوتہ کی پرواہ نہیں کرینگے ہماری جماعت اُمید رکھتی ہے۔ کہ آپ اس وقت اسلام کی طرف سے جو ذمہ داری آپ پر عائد ہے۔ اسکو محسوس کرتے ہوئے کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں ہونے دینگے۔ جو اسلام کی تبلیغی رُوح کے خلاف ہو۔

۱۷ ستمبر کو اس مضمون کا تار جیب ڈاک خانہ میں دیدیا گیا۔ تو اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مسلمان لیڈروں کا حسب ذیل تار موصول ہوا :-

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں

حکیم اجمل خان مولوی محمد علی ڈاکٹر انصاری صاحبان کا بیان

دہلی - ۱۶ ستمبر - ۱۲ بجکر ۳۰ منٹ۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان بٹالہ

ہماری پُر زور درخواست ہے۔ کہ آپ اپنے ذمہ وار قائم مقام کو جو آپ کے خیالات سے واقف ہو۔ بھیجیں۔ تاکہ شدھی اور اشدھی کی تحریکات کی وجہ سے جو فسادات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کو روکنے کے لئے مشورہ کیا جائے۔

اجمل خان - محمد علی - انصاری ؂

اس تار پر مجلس شوریٰ کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جناب چودہری فتح محمد خان صاحب ایم اے امیر احمدی وفد المجاہدین۔ جناب چودہری ظفراللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء۔ جناب مولوی شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو اپنی طرف سے قائم مقام منتخب فرمایا۔ اور ضروری ہدایات دیں۔ دونوں چودہری صاحبان کو آگرہ اور لاہور بذریعہ تار اطلاع دی گئی کہ وفد میں شریک ہوں۔ اور بقیہ دو اصحاب ۱۷ ستمبر کو قادیان سے عازم دہلی ہوگئے جن کے ہاتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مدعو کرنے والے لیڈران کے نام حسب ذیل خط لکھ کر ارسال فرمایا :-

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خط

بنام

حکیم اجمل خان مولوی محمد علی ڈاکٹر انصاری صاحبان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی حکیم صاحب و مولوی صاحب و ڈاکٹر صاحب

السلام علیکم - آپ کا تار پہنچا۔

آپ کی خواہش کے مطابق میں چودہری فتح محمد صاحب امیر احمدی وفد المجاہدین آگرہ۔ چودہری ظفراللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ مولوی شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو بھیجتا ہوں۔ ان کو میں نے شدھی تحریک کے متعلق جہاں تک میں آپ کے تار سے مطلب سمجھ سکا ہوں ہدایات دے دی ہیں۔ اگر کوئی ایسا سوال پیدا ہوا۔ جس کے متعلق ان کو میری رائے معلوم نہ ہوئی۔ تو مجھ سے دریافت کرکے آپ کو اطلاع دید ینگے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہندو مسلم اتحاد ہی نہیں۔ بلکہ دنیا بھر کے اتحاد کے لئے ہماری جماعت بے چین ہے۔ اور ہمارے عظیم مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ دنیا میں سے تفرقہ اور انشقاق مٹ جائے لیکن ہمارے نزدیک اس بات کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ موجب اختلاف کو معلوم کرکے ایسے اسباب مہیا کئے جائیں۔ جن سے دائمی صلح اور آشتی پیدا ہوکر تمام اقوام عالم میں امن قائم ہوسکے۔ نہ یہ کہ ایسی صلح کی جائے۔ جو دیرپا نہ ہو۔ یا جس کے نتیجہ میں کسی اور جنگ کے سامان پیدا ہونے شروع ہوجائیں۔ مَیں اُمید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ بھی اس مقصد میں ہمارے ساتھ متفق ہونگے۔ اور اس کے حصول کے لئے پُوری کوشش کرینگے ؂

خاکسار

میرزا محمود احمد۔ امام جماعت احمدیہ قادیان

(بقیہ از صفحہ ۱۲ کالم ۳)

علی الاعلان کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہندو قوم کوئی ایسا فیصلہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جو اس کی تنظیم اور شدھی کے کام میں روڑا اٹکا سکے۔ اور نہ ہی سوامی جی کوئی ایسا سمجھوتہ کرسکتے ہیں۔ ہندو سنگٹھن کا کام جاری رہے گا۔ اور اگر اسکے راستہ میں کسی نے روکاوٹ ڈالی۔ تو یہ وہ چند طاقت سے ہونے لگیگا۔ اسی طرح شدھی کا کام بھی رک نہیں سکتا یہ ویدک دھرم کا بھاحق ہے۔ جو وہ استعمال کر رہا ہے یقیناً ہمارا دعویٰ ہے کہ سوائے وید بھگوان کے اور کوئی کتاب پرماتما کی طرف سے نہیں ہے۔ اور اسی طرح ہمارا یہ بھی دعوےٰ ہے کہ سوائے وید کے پیغام کے اور کوئی پیغام اس قابل نہیں کہ وہ دنیا کو سُنایا جاسکے۔ نیز وید ہی ہے۔ جو کہ کل دنیا کو اپنے جھنڈے تلے آنے کا اعلان کرتا ہے۔ اس لئے ویدک دھرمی تمام دنیا کو وید کا پیغام سُنانے کے لئے مجبور ہیں۔ اور اسے کوئی بھی طاقت روک نہیں سکتی" ؂

پرتاپ ۱۷ ستمبر لکھتا ہے۔ "یاد رہے کہ کوئی سمجھوتہ ان دو تحریکوں کی قربانی پر نہیں ہو سکتا۔ ہندو کسی کے کہنے پر بھی ان دو تحریکوں کو چھوڑنے کو تیار نہ ہونگے کیونکہ

کر چکی ہے۔ اُس کے لئے آیندہ جنگ بند کر دینا کوئی حرج نہیں ہے۔ نقصان اُس کا ہے۔ جس نے اپنے اہل مذہب کو واپس لانا ہے۔ کوئی مسلمان اس امر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ اس کے اہل مذہب کو مُرتد کیا جاوے۔ اور وہ خاموش ہو کر بیٹھا رہے۔ اور اس کو سمجھانے کے لئے نہ جائے۔ آریہ لوگوں کے کارکن اسی علاقہ کے موجود ہیں۔ ان کو اس میں نقصان نہیں۔ نقصان مسلمانوں کا ہے۔ جن کے ہم مذہب ان علاقوں میں کام کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے یا کرنے کا جوش نہیں رکھتے۔ ہم سمجھ نہیں سکتے۔ کہ تبلیغ سے دونوں قوموں میں کیوں فساد پیدا ہو۔ جب تک کہ کوئی قوم خود فساد پیدا نہ کرنا چاہے۔ پس ہم بڑے زور سے اس سمجھوتہ کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہیں اس وقت تک کہ اس علاقہ کے لوگ واپس اسلام میں آجائیں۔ ہم صبر نہیں کرینگے۔ اور اسلام کی عزت کے مقابلے میں کسی سمجھوتہ کی پرواہ نہیں کرینگے ہماری جماعت اُمید رکھتی ہے۔ کہ آپ اس وقت اسلام کی طرف سے جو ذمہ داری آپ پر عائد ہے۔ اسکو محسوس کرتے ہوئے کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں ہونے دینگے۔ جو اسلام کی تبلیغی رُوح کے خلاف ہو۔

۱۷ ستمبر کو اس مضمون کا تار جب ڈاک خانہ میں دیدیا گیا۔ تو اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مسلمان لیڈروں کا حسب ذیل تار موصول ہُوا:-

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں

حکیم اجمل خان مولوی محمد علی ڈاکٹر انصاری صاحبان کا بیان

دہلی ۱۶ ستمبر ۱۲ بجکر ۳۰ منٹ۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ قادیان بٹالہ

ہماری پُر زور درخواست ہے۔ کہ آپ اپنے ذمہ وار قائم مقام کو جو آپ کے خیالات سے واقف ہوں بھیجیں۔ تاکہ شدھی اور راشدھی کی تحریکات کی وجہ سے جو خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کو روک کئے گے لئے مشورہ کیا جائے۔

اجمل خان۔ محمد علی۔ انصاری

اس تار پر مجلس شوریٰ کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جناب چودہری فتح محمد خان صاحب ایم اے امیر احمدی وفد المجاہدین۔ جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لاء۔ جناب مولوی شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو اپنی طرف سے قائمقام منتخب فرمایا۔ اور ضروری ہدایات دیں۔ دونوں چودہری صاحبان کو آگرہ اور لاہور بذریعہ اطلاع دی گئی کہ وفد میں شریک ہوں۔ اور بقیہ دو اصحاب ۱۷ ستمبر کو قادیان سے عازم دہلی ہوگئے جن کے ہاتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مدعو کرنے والے لیڈران کے نام حسب ذیل خط لکھ کر ارسال فرمایا:-

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خط

بنام

حکیم اجمل خان مولوی محمد علی ڈاکٹر انصاری صاحبان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی حکیم صاحب ومولوی صاحب و ڈاکٹر صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا تار پہنچا

آپ کی خواہش کے مطابق میں چودہری فتح محمد صاحب امیر احمدی وفد المجاہدین آگرہ۔ چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔ مولوی شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو بھیجتا ہوں۔ ان کو میں نے شدھی تحریک کے متعلق جہاں تک میں آپ کے تار سے مطلب سمجھ سکا ہوں ہدایات دے دی ہیں۔ اگر کوئی ایسا سوال پیدا ہوا جس کے متعلق ان کو میری رائے معلوم نہ ہوئی۔ تو مجھ سے دریافت کر کے آپ کو اطلاع دیدینگے ... ہی نہیں۔ بلکہ ... ہوں۔ کہ ہندو مسلم ... جماعت بے چین ہے۔ اور ... دکھ سے ہماری ... ایک یہ بھی ہے۔ کہ دنیا میں ... قاصد میں سے ... جائے لیکن ہمارے نزدیک امن ... اور اشتعاق کو ... رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ موجب اختلاف کو معلوم کر کے ایسے اسباب مہیا کئے جائیں۔ جن سے دائمی صلح اور آشتی پیدا ہو کر تمام اقوام عالم میں امن قائم ہو سکے۔ نیز کہ ایسی صلح کی جائے۔ جو دیرپا نہ ہو۔ یا جس کے نتیجہ میں کسی اور جنگ کے سامان پیدا ہونے شروع ہو جائیں میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ بھی اس مقصد میں ہمارے ساتھ متفق ہونگے۔ اور اس کے حصول کے لئے پُوری کوشش کرینگے۔

خاکسار

میرزا محمود احمد۔ امام جماعت احمدیہ قادیان

(بقیہ از صفحہ ۱۲ کالم ۳)

علی الاعلان کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ ہندو قوم کوئی ایسا فیصلہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جو اس کی تنظیم اور شدھی کے کام میں روڑا اٹکا سکے۔ اور نہ ہی سوامی جی کوئی ایسا سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔ ہندو سنگٹھن کا کام جاری رہے گا۔ اور اگر اسکے راستہ میں کسی نے رکاوٹ ڈالی۔ تو یہ وہ چند طاقت سے ہونے لگیگا۔ اسی طرح شدھی کا کام بھی رک نہیں سکتا یہ ویدک دہرم کا پہلا حق ہے۔ جو وہ استعمال کر رہا ہے یقیناً ہمارا دعویٰ ہے کہ سوائے وید بھگوان کے اور کوئی کتاب پرماتما کی طرف سے نہیں ہے۔ اور اسی طرح ہمارا یہ بھی دعویٰ ہے کہ سوائے وید کے پیغام کے اور کوئی پیغام اس قابل نہیں کہ وہ دنیا کو سُنایا جا سکے۔ نیز وید ہی ہے۔ جو کہ کل دنیا کو اپنے جھنڈے تلے آنے کا اعلان کرتا ہے۔ اس لئے ویدک دہرمی تمام دنیا کو وید کا پیغام سُنانے کے لئے مجبور ہیں۔ اور اسے کوئی بھی طاقت روک نہیں سکتی"۔

پرتاپ ۱۷ ستمبر لکھتا ہے:- "یاد رہے کہ کوئی سمجھوتہ ان دو تحریکوں کی قربانی پر نہیں ہو سکتا۔ ہندو کسی کے کہنے پر بھی ان دو تحریکوں کو چھوڑنے کو تیار نہ ہونگے کیونکہ

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم جمعہ - قادیان دار الامان - مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۳ء

کیا احمدی گورنمنٹ برطانیہ کے ایجنٹ ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی چٹھی

بنام

مولوی مبارک علی صاحب بی اے مقیم برلن

(مرسلہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب افسر ڈاک حضرت اقدس)

برلن میں مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھنے پر بجائے اس کے کہ غیر احمدی خوش ہوتے - اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے کہ جس کام کی توفیق آج تک مسلمان بادشاہوں کو بھی نصیب نہ ہوئی - وہ چھوٹی سی غریب جماعت احمدیہ کی عورتوں نے کر کے دکھا دی - مگر افسوس کہ اس کی بجائے ان لوگوں نے جو جرمنی میں رہتے ہیں - جماعت احمدیہ کو اس ملک کے لوگوں میں بدنام کرنے کے لئے ایک اعلان کیا - جس میں احمدیوں کو گورنمنٹ برطانیہ کا ایجنٹ قرار دیا اس کی اطلاع ہندوستان کے اخبارات کو بھی پہنچی - اور ان میں بھی شایع ہو چکی ہے - اس کے علاوہ اسی الزام کو جرمن اخبارات میں بھی شایع کرایا گیا اس امر کے متعلق جناب مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی - ٹی مبلغ احمدیت مقیم برلن نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا - اس پر حضور نے حسب ذیل مضمون لکھوا کر بھیجا :-

حزب الوطنی مصری نے جو اعلان شایع کیا ہے اس کے جواب میں اس مضمون کی ایک چٹھی چھپوا دیں کہ مجھے مرکز سلسلہ سے ہدایت ہوئی ہے کہ ان مضامین کے جواب میں جو بعض جرمن اخبارات میں شایع ہوئے ہیں - اور جن میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ گویا مسجد برلن بعض انگریزوں کی مدد سے تیار ہوئی ہے اور یہ کہ سلسلہ احمدیہ انگریزی حکومت کی کالونیزیشن کے سلسلہ کو وسیع کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے اور ایک خفیہ ہتھیار حکومت کا ہے - مندرجہ ذیل واقعات کو جرمن پبلک کے سامنے لاؤں -

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۸۹۰ء میں رکھی ہے - ان کا دعویٰ تھا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی ہیں - چونکہ مہدی کی آمد کے ساتھ مسلمان پبلک نے ایک خونی جنگ کے خیالات کو وابستہ کیا ہوا تھا - جو آکر تمام نصاریٰ کو اور یہودیوں کو قتل کریگا - اور اسلام کو شمشیر کے زور سے پھیلائے گا - اور دنیا پر کسی شخص کو نہیں چھوڑیگا - جو مسلمان نہ ہو - اور چونکہ یورپین طاقتوں نے جن کو بعض اسلامی بلاد پر حکومت کرنے کا موقع ملا تھا - اس امر کا تلخ تجربہ حاصل کیا تھا کہ مہدی کا دعویٰ کرنیوالے ہمیشہ کشت و خون اور بغاوت کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے ہیں - اس لئے طبعاً انگریزی حکومت کو ان سے بدظنی ہوئی - اور ان کے دعویٰ کے ساتھ ہی گورنمنٹ کی طرف سے ان پر نگرانی ہونی شروع ہو گئی - خفیہ پولیس کے ایک سے زیادہ کارکن قادیان میں جو آپ کا مرکز تھا رکھے جاتے - اور آپ کی ہر ایک حرکت کی رپورٹ گورنمنٹ میں کی جاتی - ہر ایک مہمان جو آپ کو ملنے کے لئے آتا اس کا نام اور پتہ پولیس لکھتی - اور اس سے اس کے آنے کی غرض دریافت کرتی - اور پوری طرح اس امر کا خیال رکھتی کہ کسی منصوبہ کا پتہ لگتے ہی فوراً ان کو گرفتار کیا جائے - انگریزی حکام رؤسا کو جن کی نسبت ان کو معلوم ہوتا کہ احمدیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں - ملاقات کے وقت اشارتاً کہدیتے کہ گورنمنٹ تو اس سلسلہ کو شبہ کی نگاہوں سے دیکھتی ہے - آپ ان سے کیوں تعلق رکھتے ہیں - اسی شبہ اور کارروائی کی وجہ سے گورنمنٹ حکام نے خلاف پہلے دستور کے قادیان کا دورہ ملتوی کر دیا - احمدی ملازمین گورنمنٹ کو ان کے بالا افسر خواہ ہندو خواہ مسلمان سخت دق کرتے تھے - اور انگریزی حکام ان لوگوں کی شکایتوں پر ان کے حقوق کو نظر انداز کر دیتے تھے - غرض ابتداء دعویٰ سے احمدیوں کو سخت تکالیف کا سامنا رہا - اور حکومت نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے کام کو نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کی - چنانچہ جو تحفہ ایک کتاب کی صورت میں شہزادہ ویلز کو جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کے پچھلے سفر ہند کے موقع پر دیا گیا تھا - اس میں اس بات کا بھی ذکر کیا گیا چنانچہ اسمیں ایک فقرہ یہ ہے :-

"Christians & Muslims alike took up the Cry & Government too began to look up on him with Suspician. He Claimed to be The Mahdi, & This name was so intimately connected with bloodshed, that Government was bound to be alarmed at The mention of The name & to look with suspicion up on The bearer of This name & his followers."

سنہ ۱۸۹۸ء میں آپ پر ایک مقدمہ ایک پادری نے کر دیا کہ مجھے بانی سلسلہ احمدیہ نے قتل کروانا چاہا تھا اس مقدمہ کے وقت بعض اعلیٰ حکام انگریزی نے اس وقت کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پر زور دیا۔ کہ وہ ضرور آپ کو سزا دے۔ گو مجسٹریٹ نے ذاتی شرافت کی وجہ سے مقدمہ کو جھوٹا پاکر آپ کو عزت سے بری کر دیا۔ اور اعلیٰ حکام کی پرواہ نہ کی۔ ایک سابق لفٹنٹ گورنر ہمیشہ حسرت کیا کرتا تھا کہ اس شخص کو اب تک کیوں سزا نہیں دی گئی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں آپ پر ایک شخص نے مقدمہ کیا کہ مجھے انہوں نے جھوٹا لکھا ہے۔ اور میری ہتک عزت کی ہے۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اور مقدمہ ایسا واضح تھا کہ اپیلنگ جج نے حیرت ظاہر کی کہ ایک دن میں کیوں مقدمہ خارج نہیں کیا گیا۔ جس شخص کی نسبت یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اس کی نسبت اس سے بڑھ کر الفاظ بھی استعمال کئے جاتے۔ تو درست تھا۔ وہ شخص خود بھی اپنا جھوٹ تسلیم کرتا تھا۔ مگر کہتا تھا کہ جو لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے معنے بڑے جھوٹے کے ہیں۔ لیکن میرے جو جھوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ میں ان کے رو سے بڑا جھوٹا نہیں کہلا سکتا۔ مگر ایسے بین تو فانہ مقدمہ میں مجسٹریٹ نے آپ کو ایک سال تک تکلیف دی اور بلا ضرورت مقدمہ کو لمبا کیا۔ باوجود بڑھاپے اور بیماری کے کئی کئی گھنٹے عدالت میں کھڑا رکھتا اور بعض دفعہ پانی تک پینے کی اجازت نہ دیتا۔ حکام بالا کو توجہ دلائی گئی۔ مگر کسی نے شنوائی نہ کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس طریق عمل پر خوش تھے ؛

رولٹ ایکٹ کے پاس ہونے پر اور ہمٹر گاندھی کا داخلہ پنجاب میں بند کئے جانے پر جو فسادات ہوئے اُسوقت ایک طرف تو فسادی لوگوں سے جماعت کو تکلیف ہوئی۔ دوسری طرف باوجود ایک اعلان شائع کرنے کے کہ احمدیہ جماعت فساد سے الگ رہی۔ اور اس نے فساد سے دوسروں کو بھی روکا جرمانہ میں ہماری جماعت بھی شامل کیا گیا۔ لیکن عیسائیوں کو شامل نہ کیا گیا۔

بار بار اپیل کرنے پر بھی گورنمنٹ نے کچھ توجہ نہ کی۔ گورنمنٹ پنجاب نے کہہ دیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کہو۔ اور اس نے کہا کہ پنجاب گورنمنٹ سے کہو۔ اور اس طرح ٹالتے ہی رہے ؛

کٹک صوبہ بہار میں ایک جگہ پانچ احمدیہ مسجدیں تھیں دوسرے لوگوں نے احمدیوں کے خلاف شور کیا۔ باوجود اسکے کہ وہ مسجدیں احمدیوں کے محلہ میں ہی تھیں۔ اور احمدیوں کے سوا ان کے ارد گرد کوئی نہیں رہتا تھا اور احمدی ہی ان میں عبادت کرتے تھے۔ احمدیوں کو ان مساجد سے اس وجہ سے جدا کر دیا کہ یہ مسجدیں پرانی ہیں۔ اور اس لئے احمدیوں کو جو ایک نیا فرقہ ہے نہیں مل سکتیں ؛

جنگ کے موقعہ پر باوجود ایک لمبے عرصہ کی خدمات کے مرکز سلسلہ میں خاص آدمی ہماری جماعت کی نگرانی کے لئے بھیجے جاتے رہے ہیں۔ عراق میں مسیحیوں کو اجازت ہے کہ تبلیغ کریں۔ لیکن احمدیوں کو اپنی انجمن بنانے کی بھی اجازت نہیں۔ ان کے خلاف لٹریچر تقسیم ہوتا ہے۔ اور ان کو جواب دینے سے روکا جاتا ہے۔ انگریزی ہائی کمشنر کو باوجود توجہ دلانے کے گورنمنٹ عراق کا یہ حال ہے ؛

سیلون جو خالص انگریزی علاقہ ہے۔ اس میں احمدی مبلغوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ پانچ سال کی متواتر کوشش کے بعد اب ان شرائط پر اجازت ہوئی ہے۔ کہ احمدی مبلغ صرف مرکزی مکان پر ہی لیکچر دے۔ دوسری کسی پبلک یا پرائیویٹ جگہ پر لیکچر نہ دے۔ اور آتے ہی پہلے گورنر کے سکرٹری کو ملے۔ تا وہ اس سے معاہدہ لے لے۔ اور جب اسے حکم دیا جائے۔ فوراً سیلون سے نکل جائے ؛

کیا ان تمام واقعات کی موجودگی میں حزب الوطنی کا یہ بیان درست ہو سکتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ گورنمنٹ کا قائم کیا ہوا ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ اسکی پشت پر ہے اور اس کی غرض انگریزی کالونیز کو بڑھانا ہے ؛

وزیر ہند کی آمد پر سب سے پہلے جو ایڈریس اس مضمون کا دیا گیا تھا کہ انگریزی کالونیز میں ہندوستانیوں سے جو ناروا سلوک ہوتا ہے۔ اس کا علاج کیا جائے۔ ورنہ ہندوستانی عزت کے تحفظ کے لئے جوابی تدابیر اختیار کی جائینگی۔ وہ احمدیہ جماعت ہی کا ایڈریس تھا۔ دوسروں نے بعد میں اس کی نقل کی۔ اور یہ احمدیہ ایڈریس ہی تھا جس میں اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ ہندوستان کے سرکاری کاموں پر انگریزی سرمایہ نہ لگایا جائے۔ بلکہ ہندوستانی سرمایہ لگایا جائے۔ کیا یہ تدبیر انگریزی کالونیزیشن کو مدد دینے والی ہے ؛

غرض ہم ہرگز اس امر کے حامی نہیں کہ تمام دُنیا پر انگریز ہی حاکم ہو جائیں۔ اور نہ انگریزوں سے ہمیں کوئی خاص ہمدردی ہے۔ ہمارا یہ مذہب ہے۔ کہ ہر ملک کی رعایا کو حکومت کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہیئے۔ اور اپنے اختلافات کو محبت سے طے کرنا چاہیئے۔ ورنہ امن برباد ہو گا۔ اور امن کے برباد ہونے سے نہایت خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ ہمارا یہ اصل ہے کہ جب کسی جگہ پر کسی قوم کی حکومت قائم ہو جائے۔ اور دوسرا فریق اُسے ایک وقت کے لئے تسلیم کر لے۔ تو اس کے بعد اس میں تغیر باہمی سمجھوتہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ ملکیت اور حقوق کا سوال بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اور دُنیا میں امن کی صورت قائم نہیں رہ سکتی۔ انگریزوں ہی کی حکومت غیر علاقوں میں نہیں ہے۔ جرمن کی حکومت بھی غیر علاقوں میں تھی۔ کیا جرمن لوگ اس امر کو پسند کر سکتے تھے کہ کوئی شخص انکی حکومت کے خلاف ان علاقوں میں جوش پھیلائے ہمارے نزدیک ہر ایک بات جو جنگ سے ہو سکتی ہے۔ حکام اور رعایا کے درمیان امن سے بھی طے پا سکتی ہے ؛

حزب الوطنی نے ہندوستان کے حالات معلوم کئے بغیر اعلان کر دیا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ ہندوستان میں مُسلمانوں کی حالت کیسی کمزور ہے۔ اسی فیصدی مسلمانوں کی زمینیں سُود خور بنیوں کے پاس رہن ہیں۔ اور عام طور پر مسلمان ان کے دست نگر ہیں۔ ہر ایک ترقی کے میدان سے ہندوؤں نے مُسلمانوں کو نکالدیا ہے۔ ہندوستان کی حالت مصر کی طرح نہیں ہے۔ جہاں صرف مسلمان بستے ہیں۔ انگریزی حکومت کے اثر سے ہی مسلمانوں

کے حقوق ایک حد تک محفوظ ہیں۔ پنجاب میں چند ماہ ہوئے لیجسلیٹو کونسل میں وزیر تعلیم نے جو ایک منتخب شدہ ممبر کونسل ہیں اور پراونشل کانگریس کے سابق پریذیڈنٹ ہیں مسلمانوں کو ان کی مردم شماری کے مطابق ملازمتیں دیدی ہیں تو اسپر ہندو ممبروں نے استعفیٰ دیدئے ہیں کہ ہم اس صورت میں ممبر نہیں رہ سکتے۔

ہندو لوگوں نے لاکھوں روپیہ جمع کر کے جن مسلمانوں کی جائدادیں پہلے سودی قرضہ پر قرق کرائی تھیں۔ ان کو ہندو بنانا شروع کر دیا ہے۔ چھ مہینہ کے اندر بیس ہزار مسلمان ہندو بنایا جا چکا ہے۔ اور ہر جگہ غریب مسلمانوں کو لالچ دلاکر اور قرض کی وصولی کی دھمکیاں دیکر ہندو بنایا جا رہا ہے کئی ریاستیں اس امر میں ان کے ساتھ شامل ہیں۔ بھرتپور کی ریاست کے افسر خود اس تبدیلی مذہب میں حصّہ لیتے ہیں۔ جب وہاں گاؤں کے گاؤں ہندو ہو گئے ہیں۔ ہماری جماعت نے ان لوگوں کو بچانے کے لئے اپنے مبلغ بھیجے۔ اور ان کے ذریعے ایک گاؤں واپس آیا۔ تو پولیس نے اس گاؤں کے لوگوں کو اسقدر دھمکایا کہ وہ غریب اور مسکین اپنا مذہب چھپانے پر مجبور ہو گئے۔ جب ریاست نے دیکھا کہ اس قدر حصّہ جسے اس وقت ملایا جا سکتا تھا۔ ہندو ہو چکا ہے تو ایک حکم دیدیا۔ کہ کوئی بیرونی مبلغ ریاست میں نہ رہے۔ گو حکم عام تھا۔ لیکن غرض ظاہر تھی۔ کہ ہندو تو یہ لوگ ہو چکے ہیں۔ اب تو نقصان مسلمانوں کو ہے۔ مگر باوجود اس کے ہندو مبلغ اب بھی اس علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ بنارس میں آل انڈیا ہندو کانفرنس کے موقع پر جو اگست میں ہوئی ہے مہاراجہ صاحب کے اس کام کو اس قدر پسند کیا گیا ہے کہ ان کے نام پر چیرز دی گئیں۔ اور کہا گیا۔ کہ ان کا نام ہندو تاریخ میں قیامت تک قائم رکھنا چاہیئے۔

ان حالات میں ہم پوچھتے ہیں کہ اے حریت پسند قوم کے لوگو! اور اے حزب الوطنی کے ممبرو! تم کیا چاہتے ہو کہ ہم ہندوؤں کو مسلمانوں کے پیس دینے کے لئے سوراج لیکر دیں یا پہلے اپنی قوم کو تیار کریں کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو۔ اور انگریزوں سے یہ کہیں کہ انصاف اور عدل سے اس وقت تک وزن کو برابر رہنے دو۔ جب تک ہندوستان کے لوگ اس تعصب کو چھوڑ کر جو مذہب کے نام سے کیا جاتا ہے لیکن کوئی سچا مذہب کبھی اجازت نہیں دیسکتا۔ اس بین الاقوامی مواسات کو اختیار کرلیں جس کے بغیر سلف گورنمنٹ ایک لعنت ہو جاتی ہے۔

اگر ہمارا انگریزی رعایا کو یہ کہنا کہ وہ اپنی حکومت سے ملکر کام کریں۔ یہ انگریزی حکومت کی نیابت ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم انگریزوں کے ایجنٹ ہیں تو جب ہم جرمنی کے لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے ملک میں امن اور محبت کے ساتھ رہو۔ اور گورنمنٹ سے ملکر کام کرو تو کیا اسکے یہ معنے ہونگے کہ ہم جرمن گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہم سب کے ایجنٹ ہیں۔ اور کسی کے بھی ایجنٹ نہیں ہیں۔ ہمارا کام دنیا میں امن کا قیام ہے۔ اور امن انہیں اصول کے ماتحت ہو سکتا ہے۔ جن کو ہم پیش کرتے ہیں۔

ہم آخر میں پھر مصری وفد الوطنی سے شکوہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس نے چند خود غرض لوگوں کی باتوں کو سنکر وہ رویّہ اختیار کیا ہے۔ جو درست نہیں۔ ہماری جماعت ہمیشہ سے مصری آزادی کی حامی رہی ہے اور مصریوں کی پُر امن کوششوں سے ہمدردی ظاہر کرتی رہی ہے۔ کیونکہ اسکے نزدیک انگریزوں کا مصر پر قبضہ مشروط تھا۔ اور وہ شرائط اب اس قبضہ کو لمبا کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہیں۔ مگر باوجود اس ہمدردی کے ان ہمارے بھائیوں نے محض سُنائی باتوں پر ہم سے مخالفت کی ہے۔ اسی طرح ہمیں ترکوں سے بھی شکوہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے باربار گورنمنٹ کو توجہ دلائی۔ اور ان کی تائید میں ہمیشہ آواز اُٹھاتے رہے۔ لیکن انہوں نے بھی اس کام میں جو اسلام کی خاطر تھا ہم سے ہمدردی نہیں کی شاید ان کو معلوم نہیں کہ لاسین کا معاہدہ بالکل ان شرائط کے مطابق طے پایا ہے۔ جو امام جماعت احمدیہ نے انگریزی گورنمنٹ کے سامنے پیش کی تھیں۔ اور عدل اور انصاف کیساتھ معاہدہ انہی شرائط پر ہوسکتا ہے۔ ان سے کم پر نہیں ۔

پنڈت دیانند کی حقہ نوشی

اخبار آریہ گزٹ کی اشاعت مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء میں ایک مضمون بعنوان بھگوان دیانند کی حقہ نوشی شایع ہوا ہے۔ جسمیں ایک آریہ نے حقہ نوشی کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں اپنی رائے ظاہر کی ہے۔

"میرے خیال میں حقہ نوشی ایک نہایت مکروہ فعل ہے یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ رشی دیانند جیسا بزرگ ایسے فعل کا عادی ہو۔ کیونکہ مہابھارت کے بعد بھگوان دیانند جیسی کوئی اچھی ہستی سنسار کے اودھار کیلئے اوتپن نہیں ہوئی۔ جس نے دنیا میں پراچین دھرم کا ناد بجایا ہو۔ اور جس کے پوتر اپدیشوں سے لاکھوں انسانوں نے شراب نوشی و دیگر منشی اشیاء کا استعمال ترک کر دیا ہو ایسے بزرگ پر حقہ نوشی کا شک کرنا بہت پاپ ہے"

چونکہ پنڈت دیانند کی حقہ نوشی ایک مشہور بات تھی۔ اسلئے آریہ گزٹ کو یہ جواب دینا پڑا کہ :-

"مہاشہ جی! واقعات سے انکار کرنا درست نہیں ہوتا یہ سچ ہے کہ بھگوان دیانند حقہ نوشی کرتے تھے"

اس کے متعلق ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ کیا یہی وہ بھگوان ہے جو ہندوؤں کی اصلاح کیلئے اور ویدک دھرم کو زندہ کرنے کے لئے آیا تھا۔ جو حقہ نوشی جیسے فعل کا جسے خود آریہ "مکروہ فعل" قرار دیتے ہیں۔ ارتکاب کرتا رہا۔

معلوم ہوتا ہے کہ آریہ گزٹ بھی حقہ نوشی کو بُرا فعل قرار دیتا ہے۔ اسی لئے اسے یہ لکھنا پڑا کہ :-

"رہا باقی رہا۔ سدھانتوں کا معاملہ اسکے متعلق آریہ سماج کی یہ پوزیشن ہے کہ سوائے وید بھگوان کے اور کسی رشی منی سمرتی کار یا اچاریہ کا کوئی عمل یا فعل ہمارے لئے سند نہیں ہے"

مگر سوال یہ ہے کہ ویدوں کے ثانی عالم۔ مہارشی بھگوان وغیرہ وغیرہ خطاب رکھنے والے پنڈت دیانند کا بھی کوئی فعل آریوں کیلئے سند نہیں ہو سکتا تو کس طرح سمجھ لیا جا ئے کہ عام آریہ جنہوں نے شاید ہی کبھی وید کی شکل بھی دیکھی ہو۔ ان کے کرم درست اور ویدک تعلیم کے مطابق ہو سکتے ہیں اور کیونکر ان کے کسی خیال کو ویدوں کے ماہر کے عمل پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ یہ صاف بات ہے کہ پنڈت دیانند حقہ نوشی کرتے تھے۔ اور یہ بھی آریوں کو تسلیم ہے کہ یہ "مکروہ فعل" ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

فتنہ ارتداد اور جماعت احمدیہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز

(۱۴ ستمبر ۱۹۲۳ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

کام شروع کرنے کے متعلق مشورہ

آج کچھ دوست جو تبلیغ کیلئے ملکانہ لوگوں میں گئے تھے واپس آئے ہیں۔ اور کچھ جانیوالے ہیں۔ میں نے جس وقت اس کام کو شروع کیا تھا۔ اسوقت کچھ دوستوں کو بلا کر ان سے اسبارے میں مشورہ لیا تھا۔ کہ آیا اس کام میں ہاتھ ڈالا جائے۔ یا نہیں۔ اس وقت ایک یا دو دوستوں کی یہ رائے تھی۔ کہ اس کام میں دخل نہ دیا جائے۔ لیکن باقی احباب کی یہی رائے تھی۔ کہ ضرور اس کام کو اپنے ذمہ لیا جائے۔ اور پورے طور پر اسلام کی حفاظت کرنے کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ میرے نزدیک یہ رائے درست تھی۔ لیکن میں نے کئی بار دوہرا دوہرا کر اس امر کو پیش کیا۔ اور بتا دیا کہ اگر یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس کام کو شروع کیا جائے۔ تو پھر اسے کسی طرح نہیں چھوڑ سکیں گے۔ اگر ایک دفعہ اس میدان میں چلے گئے۔ تو پھر ہم نہیں لوٹ سکیں گے۔ اور لوگ جائینگے اور کچھ عرصہ کے بعد چھوڑ چھاڑ کر واپس آجائیں گے لیکن ایک دفعہ اس میدان میں جا کر پھر ہمارے لئے وہاں سے لوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ نہ شرعاً۔ نہ اخلاقاً اور نہ اپنی عزت کے لحاظ سے۔ میں نے بار بار کہا کہ اس امر کو پہلے پوری طرح سوچ لو اور سوچنے کے بعد اپنی رائے قایم کرو۔ لیکن میری اس تاکید پر دوستوں نے اسی بات پر زور دیا۔ کہ اس کام میں ضرور دخل دینا چاہیئے۔ اس مشورہ کے بعد میں نے ایک جلسہ کیا۔ جسمیں باقی تمام جماعت کو بھی اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ اور اس وقت میں نے توجہ دلائی تھی۔ کہ اس کام کے لئے ہمیں اس قدر طاقت اور ہمت خرچ کرنی پڑے گی۔ کہ اس کے مقابلہ میں ہمارے پہلے کام بالکل معمولی ہونگے۔

فتنہ ارتداد کی اہمیت

جو وقت میں نے پہلی تقریر کی تھی اس وقت سلسلہ ارتداد کی پوری حقیقت اور اہمیت نہیں معلوم ہوتی تھی اور لوگوں کا خیال تھا۔ کہ یہ چند دن کی بات ہے۔ یہاں تک کہ اس میدان میں کام کرنے والوں کا بھی یہ خیال تھا۔ کہ چند دن کے اندر یہ فتنہ فرو ہو جائے گا۔

لیکن میں نے اس وقت ہی بتا دیا تھا کہ یہ چند دن کا کام نہیں بلکہ کئی سالوں کا کام ہے۔ اور اس کام میں سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کی ضرورت نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مجھے اس وقت وہ کچھ نظر آتا تھا۔ جو آج دوسرے لوگوں کو نظر آرہا ہے۔ میری آنکھ بہت دور تک دیکھتی تھی۔ مگر دوسروں کی آنکھ وہ کچھ نہیں دیکھتی تھی۔ کام تو دونوں کو نظر آتا تھا۔ لیکن دوربینوں کا فرق تھا۔ میری آنکھ پر جو دوربین تھی۔ وہ بہت دور تک دیکھتی تھی۔ اور صاف دیکھتی تھی۔ لیکن دوسروں کی آنکھ پر جو دوربین تھی۔ وہ اس قدر دور تک نہیں دیکھتی تھی۔ اس سے دھندلی نگاہ پڑتی تھی۔ اسی لئے میں نے اپنی ابتدائی تقریروں میں ہی کھول کر بتا دیا تھا۔ ممکن ہے اسوقت لوگ سمجھتے ہوں۔ کہ شاید جوش دلانے کے لئے اور مبالغہ کے طور پر میں تقریر کرتا ہوں۔ لیکن مجھے دنیا کے اثرات پر نظر ڈالنے سے جو اس وقت معلوم ہوتا تھا۔ وہی درست نکلا۔ اور واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہی درست تھا۔ اور محض جوش دلانے کے لئے نہیں کہتا تھا۔ اس وقت جتنا وقت وہاں کام کرنے کے لئے لوگوں کے ذہن میں تھا وہ قلیل وقت تھا۔

سلسلہ ارتداد کی وسعت

جب کہ ابھی لوگوں کے خیال میں بھی نہ تھا۔ اس وقت میں نے کہا تھا۔ کہ یہ مت سمجھو کہ یہ سلسلہ ارتداد ملکانوں تک ہی محدود رہے گا بلکہ دوسری قوموں تک بھی چلے گا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد یہ سلسلہ کشمیر، چنبہ، سندھ وغیرہ میں بھی شروع ہو گیا۔ اور ابھی اور علاقے ہیں جن میں ریشہ دوانیاں شروع ہیں۔ تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں۔ مجھے ایک دوست کی طرف سے چٹھی آئی۔ جس میں اس نے بتایا۔ کہ ایک اور قوم کے متعلق آریہ کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مخفی چٹھی ایک آریہ سماج نے پھیلائی ہے۔ جس کی نقل اس دوست نے بھیجی ہے۔ تو اس وقت چھ سات قومیں ہیں۔ جن کے متعلق یہ تحریک جاری ہے۔ پس ان واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جو کچھ میں نے بتایا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے القا تھا۔ جوش دلانے کے لئے اور مبالغہ کے طور پر نہیں کہا تھا۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ باوجود اس کے کہ میں نے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ اس کام میں ہمیں پہلے کی نسبت بہت زیادہ طاقت اور ہمت خرچ کرنی پڑے گی۔ اور اس فتنہ کو روکنے کے لئے بہت سی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اس فتنہ کو روکنے کے لئے جماعت کو جس قدر کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ اسقدر کوشش سے کام نہیں لیا گیا۔

تمام مسلمان خطرہ میں

میں اب بھی کہتا ہوں۔ کہ تمام مسلمان جو ہند میں ہیں۔ وہ اس وقت خطرہ میں ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ اور جو کچھ میں نے کہا تھا۔ وہ آج واقعات سے ثابت ہو رہا ہے چنانچہ پچھلے دنوں بنارس میں جو ہندوؤں کی سبھا قایم ہوئی تھی۔ اس میں مدن موہن مالوی کی صدارت میں تمام مسلمانوں کو ہندو بنا لینے کی تجویز پاس کی گئی ہے۔

ہندوؤں کے ارادے

اسی طرح ایک جگہ سے خط آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ عیسائیوں کی طرف سے اس

فتنۂ ارتداد کی تحقیقات کے لئے کہ یہ کب تک رہیگا ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے۔ جس نے دریافت کیا ہے کہ اسوقت ہندوؤں کا ارادہ ہے کہ ہندوستان کی وہ قومیں جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئی ہیں۔ ان کو پھر واپس لیا جائے۔ اور اس کے لئے فی مسلمان ایک ہزار روپیہ تک خرچ کرنے کے لئے ہندو تیار ہیں۔ ہندوستان میں ایسے مسلمانوں کی آبادی آٹھ کروڑ کے قریب ہے۔ اور ایک ہزار فی آدمی خرچ کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ۸۰ ارب روپیہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے خرچ کیا جائیگا۔ یہ وہ رقم ہے۔ جسے انگریز قوم نے چھ سالہ جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں خرچ کیا ہے۔ مگر ہندو قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اتنی رقم خرچ کر کے مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے۔ اب ان لوگوں کے جو ارادے ہیں وہ اگرچہ ارادے ہی ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ ارادے خدا کے ارادوں کے مقابلہ میں ہیں کیونکہ خدا کا تو یہ ارادہ ہے کہ یہ ہندو قوم جو مسلمانوں کو ہندو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اسی کو اسلام میں لا کر ان کے ہی منہ سے کہلایا جائے کہ غلام احمد کی جے۔ مگر یہ زندہ اور کام کرنیوالی قوم کے ارادے ہیں۔ اس لئے ان کے ارادوں کو دیکھ کر ہمیں بھی پوری محنت اور طاقت سے کام کرنا پڑیگا۔

ہندوؤں کے ارادوں سے خوشی۔

مجھے تو ایسے ارادوں کے سننے سے خوشی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس قوم نے آخر مسلمان ہو کر ہم میں شامل ہونا ہے۔ اور ہمارے ساتھ ملکر کام کرنا ہے۔ اگر ان کی ہمتیں پست ہونگی تو ہمیں کیا مدد دے سکینگے۔ ہاں جب ان کے ایسے بلند ارادے ہونگے۔ تو ضرور مفید ثابت ہونگے۔

خدا کا ارادہ ہمارے ہاتھوں پورا ہو۔

پس خدا کا منشاء تو ضرور پورا ہونا ہے۔ اور ہندو اسلام کے حلقہ بگوش ہونگے۔ مگر میں نے بارہا بتایا ہے کہ یہ کوئی شرط نہیں کہ کس کے ہاتھ سے پورا ہو۔ اسلئے ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ ہمارے ہی ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ اور وعدہ پورا ہو۔ لیکن ہم اگر کچھ نہ کرینگے۔ اور کوئی اور قوم آ کر دشمن کو پامال کریگی۔ تو ہمارے لئے کونسی خوشی ہوگی۔ ہمارے لئے تو خوشی تب ہی ہے جب ہم دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ اور ہمارے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوں ⁂

کام کرنیوالوں کی کوتاہی

مگر مجھے افسوس آتا ہے کہ جن دوستوں نے کہا تھا کہ خواہ کچھ ہو ہم کام کرینگے۔ اور اسلام کی حمایت کرینگے۔ انہوں نے اس کام میں بہت کوتاہی کی ہے۔ اور جس قدر حق تھا کام کرنے کا۔ اس قدر کام نہیں کیا۔ وہ شورہ شورہ نہیں ہوتا۔ جب شورہ دینے والا خود اسپر نہ چلے۔ مگر مشورہ دینے والے بہت سے لوگوں نے اپنے اعمال سے یہ ثابت نہیں کیا کہ انہوں نے دوسروں میں جوش پیدا کرنے کے لئے اور اس کام کو جاری رکھنے کے لئے کوئی ممتاز کام کیا ہو ⁂

جماعت سے شکوہ

پھر ان سے شکوہ کے علاوہ مجھے باقی جماعت سے بھی شکوہ ہے کہ لوگوں نے علاقہ ملکانہ میں جانے کے لئے نام لکھائے۔ مگر جب ان کو علاقہ ارتداد میں جانے کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے بہت چھوٹے چھوٹے عذر پیش کر دئے۔ اور بعضوں نے تو بعد میں مجھے لکھا کہ یہ جو آپ نے خطبہ پڑھا ہے۔ اگر ہمیں پہلے پتہ ہوتا کہ اس قسم کا خطبہ تم پڑھو گے۔ تو ہم نام درج ہی نہ کراتے۔ گویا انہوں نے پہلے نام لکھا کر ہم سے تمسخر کیا ⁂

آج کی قربانیوں سے آیندہ کی قربانیوں کا اندازہ

دیکھو ابھی جانوں کی قربانی کا وقت نہیں آیا لیکن ہماری آج کی قربانیوں سے آیندہ کی قربانیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور ہماری آج کی قربانیوں پر قیاس ہو سکتا ہے کہ ہم آیندہ کیسی قربانیاں کرینگے۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ فتنہ ارتداد کو صحیح طور پر رد کرنے کے لئے ہزاروں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اور ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جن کے سامنے محض دین ہو ⁂

قربانی کی شاندار مثال

بے شک اس سے زیادہ شاندار مثال قربانی کی اور اس سے زیادہ خوبصورت مثال قربانی کی اس سے پہلے جماعت میں نہیں پائی جاتی۔ جو لوگ تبلیغ کے لئے گئے۔ ان کا بہت بڑا حصہ ایسا تھا۔ جو دین کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار تھا۔ اور جو کچھ ان سے توقع کی جاتی تھی۔ وہ انھوں نے پوری کی۔ اسی طرح آیندہ جانے والوں میں بھی بہت سے ایسے دوست معلوم ہوتے ہیں۔ جو سچے اخلاص اور جوش کے ساتھ قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ابھی ایک ڈاکٹر نے جو دس سال سے سرکاری ملازم تھا۔ اس نے علاقہ ارتداد میں جانے کے لئے استعفیٰ دیدیا۔ کیونکہ اسے رخصت نہ مل سکی۔ اس نے یہ گوارا نہ کیا کہ پیچھے رہے۔ بلکہ یہ پسند کیا کہ اپنی ملازمت کو قربان کر دے۔ حالانکہ لوگ پرانی ملازمتوں کو کسی طرح بھی نہیں چھوڑا کرتے۔ کیونکہ پرانی ملازمت سے ان کے بہت سے حقوق قائم ہو جاتے ہیں۔ دس پندرہ سال کی ملازمت کو عین ماد کے کام کے لئے بالکل چھوڑ دینا یہ ضرور اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس کے اندر ایمان نہایت مضبوطی سے گڑ گیا ہے ⁂

امام جماعت کی بے چینی

تو ایسے لوگ ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ مگر باوجود اسکے اگر ایک آدمی بھی ایسا نظر آئے کہ جو اپنے ایمان اور اخلاص میں کمزور ہو تو مجھے چین نہیں آ سکتا دیکھو۔ اگر کسی ماں کے سو بیٹے ہوں۔ جنمیں سے ایک بیمار ہو۔ تو کیا وہ اس لئے چین سے سو سکتی ہے کہ اس کے ۹۹ بیٹے تندرست ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ بیمار بیٹے کے لئے ہر وقت بے چین رہیگی۔ اور جب تک اسے شفا نہ ہو جائیگی۔ آرام نہ کریگی۔ اسی طرح وہ لیڈر اور وہ امام جو کسی جماعت کی ترقی کا خواہاں اور ایک دور بین نگاہ رکھنے والا ہو۔ وہ قطعاً اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ اس کی جماعت کا کوئی بھی فرد ایمان

اور اخلاص سے خالی رہے۔ اور جب تک جماعت کے تمام کے تمام افراد اس ایمان پر قائم نہ ہو جائیں۔ اور اس قربانی کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔ کہ جس کی ایک مومن جماعت کو ضرورت ہے۔ تب تک وہ رئیس یا سردار نہیں کہلا سکتا۔ اگر جماعت کے کسی فرد میں کسی قسم کی کوتاہی ہو۔ تو وہ رات اور دن غم کھا کھا کر ان کے لئے دعائیں کریگا۔ تاکہ خدا تعالیٰ وہ حالت پیدا کرے کہ وہ دین کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ؛

عذر کرنیوالے لوگ

پس میں دیکھتا ہوں کہ کئی تو ایسے لوگ ہیں۔ جو پرواہ ہی نہیں کرتے۔ کہ ہمیں کیا کہا جاتا ہے۔ اسلئے وہ معمولی معمولی عذر پیش کر کے انکار کر دیتے ہیں۔ اور کئی ایسے ہیں۔ جن کو ایک طرف دنیاوی حالات اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اور ایک طرف دین کی ضروریات اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے حالات میرے پاس پیش کرتے۔ اور میرے مُنہ سے نکلوانا چاہتے ہیں کہ میں انہیں کہدوں تم ابھی نہ جاؤں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو جاتے تو ہیں لیکن افسردہ خاطر ہوتے ہیں۔ ہاں ایک گروہ اور بڑا گروہ ایسا بھی ہے کہ جو خوش ہوتا ہے۔ کہ انہیں خدمت دین کی توفیق ملی۔ میں اپنے دوستوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ کام کوئی معمولی کام نہیں۔ اِسلئے اس کی اہمیت کو سمجھو۔ اور اس کے لئے جس قربانی کی ضرورت ہے۔ وہ کرو معمولی معمولی عذرات نہ پیش کرو ؛

اس وقت اور آئندہ کی قربانیوں میں فرق۔

وہ دوست جنھوں نے ابھی تک نام پیش نہیں کئے۔ ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ایسے موقعے بار بار نہیں آیا کرتے۔ بیشک قربانیوں کے اور بھی زمانے آتے رہینگے۔ لیکن ایسی قربانیوں کے موقعے نہیں آئینگے۔ جو ان خلفاء کے زمانہ میں آتے ہیں۔ جنھوں نے مسیح موعود کو دیکھا۔ آپ سے تربیت پائی۔ آپ کے صحابی کہلائے۔ ان کے بعد تابعین کا زمانہ ہوگا۔ اور اس وقت قربانیوں کا وہ ثواب نہیں ملیگا۔ جو آج کی قربانیوں کا مل سکتا ہے اس لئے کہ ان کے لئے جو آسانیاں ہونگی۔ وہ آج ہمارے لئے نہیں ہیں ؛

ہم اس وقت دین کے لئے اپنے مال گھروں سے نکالتے ہیں۔ جب پیچھے کچھ بھی نہیں رہتا۔ لیکن وہ لوگ اسوقت اپنے مال نکالینگے۔ جبکہ ان کے پاس باقی مال بھی بہت سا ہوگا۔ پھر ہم اسوقت دین کی خدمت کے لئے نکلتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پیچھے کوئی نہیں ہوتا لیکن وہ لوگ اس وقت نکلینگے۔ جبکہ ایک آدمی اگر باہر نکلیگا۔ تو اس کی جگہ ہزار آدمی اور اس کی جگہ موجود ہوگا پھر وہ ایسے وقت قربانیاں کرینگے۔ جب ان کے خزانے مال و دولت سے پُر ہونگے۔ اور ضرورت سے زیادہ ان کے پاس آدمی ہونگے۔ مگر ہم اس وقت نکل رہے ہیں۔ جب ہمارے پاس نہ خزانے ہیں نہ فوجیں ہیں نہ کافی آدمی ہیں۔ تو اس وقت قربانیوں کی بہت ضرورت ہے۔ اور ہماری اور ان کی قربانیوں میں بہت بڑا فرق ہے ؛

پس میں اپنے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ سُستی کو چھوڑ دیں۔ اور قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ یہ ایک خاص موقع ہے۔ اس سے فائدہ نہ اٹھانا سخت غلطی اور نادانی ہے ؛

جاہلیّت کا فعل

میں یہ نہیں کہتا کہ جو بھی وہاں جائیگا وہ ضرور ایماندار ہوگا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جاہلیّت کی وجہ سے جائے جیسے نبی کریمؐ کے زمانہ میں ایک شخص ایک جنگ میں بڑی شجاعت سے لڑ رہا تھا۔ اور کئی لوگوں کو اس پر رشک آ رہا تھا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اگر کسی نے دُنیا میں چلتا پھرتا جہنمی دیکھنا ہو۔ تو اسے دیکھ لے بعض صحابہ حیران ہوئے کہ یہ شخص جو کفار کے ساتھ لڑائی میں اس قدر ہلکان ہو رہا ہے۔ یہ کیسے جہنمی ہو سکتا ہے۔ اس خیال کا پیدا ہونا ایک صحابہ کو ناگوار گذرا اور اس نے ارادہ کیا۔ کہ جب تک رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق نہ کروں اس شخص کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ اس ارادہ سے وہ اسکے پیچھے لگ گیا۔ آخر وہ زخمی ہو کر جب گرا۔ اور لوگوں نے اُسے کہا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو۔ تو وہ کہنے لگا۔ جنت کی نہیں۔ جہنم کی بشارت دو۔ کیونکہ میں دین کے لئے نہیں لڑا۔ بلکہ اس قوم سے مجھے دشمنی تھی۔ اور میں انتقام لینے کے لئے لڑتا رہا۔ چونکہ اس کے اندر ایمان نہ تھا۔ اور نہ دین کی خاطر لڑتے ہوئے زخمی ہوا تھا۔ اسلئے زخموں کی تکلیف نہ برداشت کر سکا۔ اور نیزہ گاڑ کر اور اس پر اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کر کے مر گیا۔ اور اس طرح جہنم میں چلا گیا ؛

تازگی ایمان کا وقت

تو ایسے لوگ ہو سکتے ہیں کہ جو حمیّت جاہلیت کی وجہ سے کام میں حصّہ لیں۔ لیکن ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر وہی ہوتے ہیں۔ جن کی ایسے وقت میں ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔ اور یہ ان کے ایمان کی مضبوطی اور تازگی کا وقت ہوتا ہے۔ پس بہت ہی افسوس ہوگا ان لوگوں پر جنھوں نے اپنے بھائیوں کو جاتے ہوئے دیکھا مگر وہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ اور انھوں نے اپنے آپ کو پیش نہ کیا ؛

اسوقت ان قربانیوں کا یہ ثواب نہ ہوگا۔ جس کا آج موقعہ ہے۔ جبکہ احمدیت چاروں طرف پھیل جائیگی۔ اور جبکہ قوت اور طاقت اس کے پیچھے ہوگی۔ اس لئے اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ اور جو کچھ کما سکتے ہو۔ کما لو ؛

غفلت کا زمانہ

بہت سا زمانہ ہماری غفلتوں اور سُستیوں میں گذر گیا ہے۔ اب جن لوگوں تک مسیح موعود کا نام پہنچے گا۔ وہ کس قدر افسوس کرینگے۔ اور ہم پر غصہ ہوں گے۔ کہ کیوں انہوں نے ہمیں پہلے نہیں بتایا۔ ابھی چند دن گذرے ہیں۔ علی گڈھ کے ضلع سے کچھ لوگ آئے تھے۔ جنھوں نے نہایت افسوس کا اظہار کیا کہ ہمیں مسیح موعود کا زمانہ نہیں ملا۔ اور افسوس کہ ان کے زمانہ میں ہمیں کسی نے نہ بتایا۔ کہ مسیح موعود آ گئے ہیں ؛

ان کے دل میں مسیح موعود کی اس قدر محبت تھی کہ جب انھوں نے حضرت مسیح موعود کا ذکر سُنا۔ تو بار بار

افسوس کرتے۔ کہ ہمیں مسیح موعود کی زندگی میں ان کا پتہ نہ لگا۔ اور اسوقت ان پر ایمان نہ لاسکے۔ ایسے لوگ اگر مسیح موعود کا زمانہ پاتے۔ تو کس قدر انہیں خوشی ہوتی۔ پس کیسے افسوس کی بات ہے کہ اس قدر زمانہ غفلت میں گذر گیا۔ اور ہم ہندوستان کے لوگوں کو بھی مسیح موعود کی آمد کی خبر نہ دے سکے۔ ذرا تم اپنے متعلق ہی اندازہ لگاؤ۔ تمہارے اندر مسیح موعود کی محبت ہوتی۔ اور مسیح موعود ؑ [illegible] پیدا ہوتے۔ اور تمہیں ان کے زمانہ میں کوئی نہ بتاتا۔ بلکہ ان کے بعد کچھ لوگ تمہیں بتاتے۔ تو کس قدر تمہیں ان پر رنج آتا۔ غرضکہ ہماری اس کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے بہت کچھ ملک کو نقصان پہنچا ہے۔

مُجاہد بنو

ہم نے یہ ذمہ واری سمجھی ہوئی ہے کہ چند مبلغ جاکر تبلیغ کر چھوڑیں اور بس۔ اس طرح سب کا فرض ادا ہو گیا۔ اسی لیے میں نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ جماعت کا ہر فرد تبلیغ کیلئے سال میں ایک ماہ باہر نکلے۔ جب تک تمام کی تمام جماعت فرض کو اس طرح سے ادا نہ کریگی۔ تب تک کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ مجھے کتنی شرم آئی۔ جبکہ ایک شخص نے مجھے لکھا کہ آپ کی جماعت میں مبلغ تو ہیں لیکن مجاہد بہت کم ہیں۔ یہ ایسی طنز تھی کہ اس کی بجائے اگر وہ شمشیر سے ہمیں قتل کر دیتا۔ تو بہتر تھا

احمدیت کی پیاسی رُوحیں

آج ہی بخارا کے متعلق کسی قدر مفصل رپورٹ میاں محمد امین خان کی طرف سے آئی ہے وہ کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ جب میں چھوٹ کر بخارا سے بھاگا۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ اب تو وہ مجھے مار ہی ڈالینگے۔ اس لئے مرنے سے پہلے پہلے کسی کو جلدی سے کچھ سُنا دوں تو اس گھبراہٹ میں میں نے ایک عالم حاجی کے پاس پہنچ کر اسے تبلیغ شروع کر دی اور بڑے جوش کے ساتھ اس نیت سے تبلیغ شروع کی کہ میں تو شاید مارا جاؤں گا۔ اس سے پہلے کچھ تبلیغ کر جاؤں۔ اس وجہ سے تبلیغ کا اتنا اثر ہوا کہ جب میں نے کہا کہ مسیح موعود آ گیا۔ تو وہ کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میں مانتا ہوں۔ پھر میں اسکو بٹھاتا اور تبلیغ شروع کرتا۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود کا نام لیتا۔ تو پھر کھڑا ہو جاتا۔ اور کہتا کہ میں مانتا ہوں۔ اور یہ حاجی اس جگہ کے بڑے عالم ہیں۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ایک اور رئیس کے پاس پہنچا جو بڑا تاجر بھی ہے۔ اور جس کا مکان کئی لاکھ کا ہے۔ اس نے وہ مکان مبلغوں کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اس کو جب تبلیغ کی گئی۔ تو اسپر بھی اسی وقت اتنا اثر ہوا کہ جب اس کے سامنے وہ حاجی صاحب زیادہ تحقیق کے لئے اور لوگوں کے سوالات کا جواب پوچھنے کے لئے کچھ جرح کرتے۔ تو وہ تاجر غصہ میں آکر کہتا کہ تم کیوں سوال کرتے ہو۔ جب ہم نے ان کی باتوں کو مان لیا ہے اور یہ مہدی کے نائب کا نائب ہے۔ تو بس جو یہ کہتا ہے۔ وہی صحیح ہے۔ تم یہ کیوں کہتے ہو۔ کہ یہ بات کس طرح ہے۔ یہ حال ہے۔ ان لوگوں کا جو ماموروں کی محبت رکھنے والے ہیں۔ پھر اس تاجر نے کہا کہ ہم سب خرچ مبلغوں کا برداشت کرینگے۔ تو باہر خدا تعالیٰ ایسی جوشیلی جماعتیں تیار کر رہا ہے۔ جو ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ افریقہ کے احمدیوں کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اخلاص میں چور ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے تھوڑے عرصہ کے اندر ہی ہزاروں کی تعداد تک پہنچ گئے ہیں۔ اور وہ لوگ احمدیت پر فدا ہو رہے ہیں۔ جب ان لوگوں کا یہ حال ہے۔ تو وہ لوگ جو مرکز کے رہنے والے ہیں۔ ان کی غفلت نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ مرکز سے مُراد یہ ہے کہ جو اس ملک کے لوگ قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ سستیاں چھوڑ دو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو ؛

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور ہمارے کاموں میں برکت ہو۔ اور ان کامیابیوں کے نظاروں کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ جن کی خبر حضرت مسیح موعود ؑ کو خدا تعالیٰ نے دی ہے ؛

(نوشتہ ظفر اسلام)

خان صاحب منشی فرزند علی کے اعزاز میں الوداعی جلسہ

۸ ماہ حال کو ٹاؤن ہال فیروز پور میں خانصاحب منشی فرزند علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ فیروز پور آرسینل کو ان کے راولپنڈی آرسینل میں تبدیل ہونے پر ایک بہت بڑے پیمانے پر الوداعی گارڈن پارٹی دیگئی جس میں شہر و چھاؤنی کے رؤساء و امراء کے علاوہ قلعہ کے تمام افسران بالا مثلاً میجر مکریڈی صاحب بہادر چیف آرڈننس آفیسر۔ میجر کوٹس صاحب۔ کپتان سمتھ صاحب و کپتان ملر صاحب وارنٹ آفیسرز و سارجنٹ صاحبان بھی مدعو کئے گئے تھے۔ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب جملہ افسران بالا و معزز مہمانوں کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اور خورد و نوش سے فراغت پانے کے بعد مندرجہ ذیل اصحاب نے الوداعی نظمیں پڑھیں۔

بابو محمد امیر خانصاحب۔ بابو رام پیارا صاحب بابو محمد شریف صاحب ؛

خان صاحب منشی فرزند علی صاحب فیروز پور آرسینل میں تقریباً سولہ سال سے لگاتار ہیڈ اسسٹنٹ کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ کا سلوک ہندو مسلمان عملہ سے نہایت قابل تعریف یکساں تھا۔ تمام افسران بالا آپ کے حسن انتظام اور حسن سلوک کے مداح رہے ہیں۔ یہ آپ ہی کی شفقت کا نتیجہ ہے کہ آج بہت سے نادار اور غریب بچے قلعہ میں تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ اور اپنی گذران کے لئے تھوڑا بہت کماتے بھی ہیں۔ آپ کی ہر دلعزیزی کے باعث علاوہ افسران قلعہ کے اکثر امراء و شہر کے عمائد بھی آپ کی تبدیلی پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور رب العالمین سے دُعا کرتے ہیں کہ خدائے عزوجل راولپنڈی میں بھی آپ کو خوش و خرم رکھے۔

سید شبیر علی شاہ کلرک
آرسینل فیروز پور

وصیت نمبر ۲۰۶۳

میں شیرزمان خان احمدی ولد رسالدار عبد الصمد خان لفٹننٹ احمدی قوم تنولی ساکن چھہنڈ تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری ملکیت جائداد غیر منقولہ مواضعات چھہنڈ وسرائے نعمت خان بانڈہ نیر وسلیرباں وہرم پانی علاقہ تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں واقعہ ہے۔ جس کی تفصیل کاغذات سرکاری میں موجود ہے جائداد مذکور کی تعداد تخمیناً دو ہزار ایک سو چھیاسی کنال ہے۔ جس میں سے گیارہ سو کنال زیر قبضہ مزارعان موروثی ہے باقی خود کاشت ہے۔ جس میں سے ۳۸ کنال زیر مرتہنان سابقہ بعوض چار سو روپیہ ہے۔ اور ایک مکان واقعہ ایبٹ آباد میں میرا نصف حصہ ملکیت ہے۔ اس کل جائداد کی ملکیت کا اندازہ بشمول میری جائداد منقولہ کے چالیس ہزار روپیہ ہے۔ میں اپنی جائداد مذکورہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں میرا ارادہ ہے۔ کہ میں جائداد وصیتی کی قیمت چار ہزار روپیہ اپنی زندگی میں یکمشت یا خواہ باقساط ادا کر دوں۔ اندریں صورت صدر انجمن جائداد کی مستحق نہ ہوگی بصورت ثانی اگر میرے ورثا بھی قیمت میری وفات پر ادا نکر دیویں تو صدر انجمن جائداد مذکورہ پر قابض ہوگی۔ اگر کچھ قیمت ادا ہو جاوے اور کچھ رہجاوے تو صدر انجمن رقم ادا شدہ کا لحاظ رکھکر بلحاظ نسبت کے جائداد کا قبضہ حاصل کریگی۔ مبلغ ایک سو روپیہ نقد دیتا ہوں۔ اس میں سے عہ۲ روپیہ بابت چندہ شرط اوّل ہے۔ اور باقی ماندہ للعہ روپیہ میری نعش کے قادیان پہونچانے ودفن کرنے کے اخراجات خزانہ صدر انجمن میں جمع رہیگا۔ اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا ہوگی۔ تو اس کے اسی قدر حصہ پر یعنی ۱/۱۰ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اس کی قیمت کے لئے بھی وہی شرائط ہیں۔ جو اوپر درج کی گئیں ؛ ۲۰ - ۹ - ۱۹۲۳

گواہ شد۔ ظہور حسین مولوی فاضل مبلغ قادیان بمقام چھہنڈ ۲۰ - ۹ - ۲۳

الو ب - شیرزمان بقلم خود - گواہ شد - محمد یوسف اپیل نویس سکرٹری وامیر جماعت انجمن احمدیہ مردان ضلع پشاور - ۲۰ - ۹ - ۲۳

مکرر آنکہ بموجب وصیت متذکرہ بالا چار ہزار روپیہ بتفصیل (تین ہزار ۳۱) ایک سو کے نوٹ اور نوسو ۹۰۰ روپیہ قرض حسنہ بذمہ محمد یوسف صاحب اپیل نویس سکرٹری وامیر جماعت مردان جنکی ادائیگی کی کفالت میں اقرار نامہ پانچ روپے کے وثیقہ پر بیانات موصوف کی اپنی قلم کا تحریر کردہ باضابطہ ادائیگی قسط صہ روپیہ ماہوار ہے۔ وثیقہ پر کل رقم ایکہزار ہے۔ ایک سو روپیہ اقساط میں مجھے وصول ہو گیا۔ بقایا نوسو قابل وصول ہے۔ بلف وصیت ہذا ہو کر عرض ہے۔ کہ یہ روپیہ اسی سے وصول ہووے۔ اور بقایا نوٹ بصیغہ بیمہ ارسال ہیں۔ گویا اب وصیت ہر طرح سے مکمل ہے ۲۳ - ۹ - ۳

دستخط بحروف انگریزی شیرزمان

ضرورت نکاح ؎

ایک شریف - نوجوان - انٹرینس تک تعلیم یافتہ - برسرِ روزگار (اوسط آمدنی پچاس صہ روپیہ) قوم ملک - لڑکے کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی باسلیقہ شریف الطبع نوجوان ہو - کشمیری قوم کو ترجیح دی جائیگی - زیادہ حالات پتہ ذیل پر دریافت فرماویں - حاجتمند احباب توجہ اور بھائی کو تشفی فرماویں ؛

چودہری احمد دین صاحب وکیل امیر جماعت احمدیہ گجرات پنجاب

اکسیر برائے تسہیل ولادت ؎

کا ہر ایک گھر میں ہونا ضروری ہے وقت پر جسکے استعمال سے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ولادت میں آسانی ہو جاتی ہے - اور بعد تولید جو تین تین چار چار روز سخت درد ہوتا رہتا ہے - اس کے استعمال سے بفضل خدا وہ بھی نہیں ہوتا - مفصل والپسی کارڈ یا ٹکٹ بھیجکر دریافت کرلیں - قیمت معہ محصولڈاک ہے بطور نمونہ معہ محصولڈاک عہ - ایک بار کے لئے کافی ہے ؛

پتہ :- ڈاکٹر منظور احمد - موجد خضاب دلپذیر سلانوالی - ضلع سرگودھا

سکنی اراضی برائے فروخت

تقریباً ایک کنال زمین سفید بلا عمارت جو مکان کے واسطے نہایت ہی موزون برسر شارع متصل مکان سید محمد علی شاہ مرحوم محلہ گمہاراں شہر قصبہ قادیان میں واقعہ ہے - فروخت کی جاتی ہے - خریداران قیمت بازار پر لے سکتے ہیں ؛

المشتہر

(خان بہادر) مرزا سلطان احمد (رئیس) قادیان

دس مرلہ زمین مکان کیلئے

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے مکان کے متصل تکیہ کے پاس اندرون قصبہ ایک قطعہ زمین ہے جس کی بھرتی پر دو بارشیں ہو چکی ہیں - یہ قطعہ پانسو روپے پر فروخت کیا جاتا ہے - بہت جلد معاملہ کر لیا جائے

خط و کتابت

آر - بمعرفت مینجر الفضل قادیان

النبوۃ فی القرآن

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کی زبردست تصنیف جس میں بیسیوں دلائل صرف قرآن مجید سے نبوت مسیح موعود پر دیئے ہیں - فتنہ پیغامیہ کا بھی خوب رد کیا ہے - صرف ایک روپیہ چار آنے پر بک ڈپو تالیف اشاعت اور محمد یامین تاجر کتب سے مل سکتی ہے ؛

۲۳ کنال زمین فروخت ہو گی

یہ زمین قادیان دارالامان ڈھاب کے بالکل متصل شرقی جانب (جہاں کہ پانی نہیں چڑھتا) فروخت کرنا چاہتا ہوں - زرعی ہے اور سکنی بھی بن سکتی ہے - مختلف نمبر ہیں اور سب چاہی ہیں - جو صاحب خریدنا چاہیں وہ مجھ سے گفتگو یا خط و کتابت کریں ؛

المشتہر

غلام حسن سفید پوش

چک نمبر ۵ - اعلیٰ آباد ڈاکخانہ چک جھمرہ

تحصیل و ضلع لائلپور

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

ع۲

از یکم اکتوبر ۱۹۲۳ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء

نارتھ ویسٹرن ریلوے لائن پر بہ تقریب تعطیلات درگا پوجا جو عنقریب آنے والی ہیں - ہیسے فاصلوں کے لئے جو ایک سو میل سے اوپر ہوں - ذیل کی شرحوں کے مطابق واپسی کی ٹکٹیں جاری کی جاویں گی

فسٹ اور سکنڈ کلاس کی ٹکٹیں		۱ ۱/۳ کرایہ پر لا

انٹر کلاس کی ٹکٹیں		۱ ۱/۲ کرایہ پر

جس تاریخ سے ٹکٹ خریدی جائیگی - اس سے ۳۰ دن کے اندر ہی اندر واپسی کا سفر مکمل ہو جائیگا

دستخط

دفتر صاحب ٹریفک مینجر

ڈی - ایچ - بوتھ
ٹریفک مینجر

لاہور
۸ ستمبر ۱۹۲۳ء

مکمل صحیح بخاری کا اردو ترجمہ مفت

علماء اسلام کا یہ متفقہ قول ہے - کہ قرآن شریف کے بعد اگر کوئی کتاب صحیح تسلیم کیجا سکتی ہے - تو وہ بخاری شریف ہے - اسکی جامعیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے - کہ اس کتاب میں تین ہزار نو سو تیرا باب ہیں جو تیس جلد میں منقسم ہے ہم نے مترجم قرآن شریف کی طرح ایک سطر میں عربی معہ زیر زبر اس کے نیچے بامحاورہ اردو چھپوانا شروع کر دیا ہے - اور خدا کے فضل و کرم کیساتھ دو جلد ہر مہینہ میں شایع کرنیکا انتظام کر لیا ہے - لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہر جلد کی قیمت معہ محصولڈاک ۱۲ ہے مکمل کتاب کا ۱۰ ہزار صفحات کا اندازہ ہے - مگر جو احباب ایک روپیہ پیشگی بھیجکر اپنا نام درج رجسٹر کرالیں گے - ان کو ہر ماہ دو جلد ۱۲ میں بذریعہ وی پی روانہ کیجایا کریں گے - جلدی کیجئے - کیونکہ کتاب خریداری کی تعداد کے مطابق ہی شایع ہوگی - دس خریدار مہیا کرنے والے کو ایک مکمل کتاب مفت ملے گی ؛

پتہ

مینجر روزانہ اخبار دعوۃ الاسلام کوچہ پنڈت - دہلی

کانگریس کے خاص اجلاس میں شدھی اور سنگٹھن کا قضیہ

ڈاکٹر انصاری صاحب کا بیان

استقبالیہ کمیٹی کے صدر ڈاکٹر انصاری صاحب نے اپنے ایڈریس میں کہا۔ ادھر مالابار اور ملتان میں ہندوؤں کی مصائب اور خونی دمستان نے ذمہ دار لیڈران کے دل پر اتنا گہرا اثر کیا۔ کہ انہوں نے اپنی جائے پناہ شدھی اور سنگٹھن کی تحریک میں ڈھونڈی۔ اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے بھی فتنہ ارتداد کو روکنے کیلئے اپنا جہاد شروع کر دیا تازہ حادثات مذکورہ بالا رنجیدہ مسلسل واقعات کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہیں۔

مولوی ابوالکلام صاحب آزاد کا بیان

مولوی ابوالکلام صاحب آزاد صدر کانگریس نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا:۔ موجودہ حالت یہ ہے۔ کہ سوراج اور خلافت کی جگہ شدھی کی تحریک اسکی مدافعت اور سنگٹھن کا غلغلہ ہر طرف بپا ہے۔ ایک طرف سے کہا جا رہا ہے۔ کہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے بچاؤ۔ دوسری طرف کہا جا رہا ہے کہ اسلام کی ہندوؤں کے حملہ سے حفاظت کرو۔ جب ہندوؤں اور مسلمانوں کی حفاظت کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ بدنصیب ہندوستان کی حفاظت کا دولہ کب قایم ہو سکتا ہے۔ ایک طرف جلسوں اور اخباروں میں لوگوں کے اندر مجنونانہ مذہبی تعصبات ابھارے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف نادان اور فریب خوردہ عوام ہندوستان کی سڑکوں پر بے دریغ اپنا خون بہا رہے ہیں۔ میں اسوقت اس معاملہ کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ جو دلایل ان تحریکات کی تائید میں بیان کئے جاتے ہیں۔ مجھے انکی صحت سے بالکل انکار ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ چونکہ فلاں فلاں سنہ میں فسادات ہوئے۔ اور ان میں ایک فریق کا نقصان زیادہ ہوا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ وہ دوسرے فریق کے مقابلہ میں اپنا علیحدہ سنگٹھن کرے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر ایک لمحہ کیلئے بھی یہ طریق استدلال صحیح تسلیم کر لیا جاوے۔ تو ہندوستان کی ہر جماعت اپنے نقصانات کی ایسی ہی ایک فہرست تیار کر سکتی ہے۔ اور اس کے بعد سنگٹھن کا اعلان کر سکتی ہے اسی طرح میں شدھی کی تحریک کی نسبت بھی عرض کروں گا۔ کہ اگرچہ ہم کا خذ پر سیاست کی متحدہ تحریک اور مذہب کی فرقہ وار کشمکش کو دو مختلف خانوں میں رکھ سکتے ہیں لیکن عمل میں کوئی ایسی تفریق قایم نہیں رہ سکتی۔ ہمیں متحدہ قومیت کی ضرورت ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ اگر ہندوستان میں ایک طرف سے شدھی اور دوسری طرف سے کافر کی صدائیں اٹھتی رہیں گی تو محال ہے۔ کہ وہ رواداری پیدا ہو سکے۔ جس کے بغیر اتحاد کا وجود قایم ہی نہیں رہ سکتا۔ حضرات! میں ملک کی تمام جماعتوں سے عرض کروں گا۔ کہ انہیں ایک مرتبہ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان آزادی و نجات حاصل کرے تو پھر انہیں اور تمام کام اس کے لئے ملتوی کرنا ہی پڑیں گے۔ خواہ وہ کام انہیں کتنے ہی محبوب ہوں۔ اس کے سوا چارہ نہیں۔ میں آج اس پلیٹ فارم سے جو ہندوستان کی متحدہ قومیت کا گہوارہ ہے۔ تمام ہندو مسلمانوں سے وطن کے نام پر اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کی امیدوں کو اس بے دردی کے ساتھ پامال نہ کریں۔ اور جو کچھ اب تک کیا ہو چکا ہے۔ آیندہ کے لئے ان تمام سرگرمیوں کو بند کر دیں۔ جو شدھی موومنٹ اس کی مدافعت اور فرقہ وار تحریکوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر بند کر دینے کے لفظ سے وہ متفق نہیں ہو سکتے تو کم از کم ملتوی کر دیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو نہ صرف اپنے وطن کی بلکہ تمام عالم انسانیت کی ایک سب سے بڑی خدمت انجام دیں گے۔

سب کمیٹی کا تقرر اور اس کی رپورٹ

لیڈروں کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں سب سے اول پنڈت مدن موہن مالوی نے تقریر کی۔ اور آپ نے اپنی تقریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ میری تقریروں اور تحریک سنگٹھن سے فضا خراب نہیں ہوئی۔ ہاں جب تحریک شدھی شروع ہوئی تو بیشک فسادات ہوئے۔ آپ نے یہ تسلیم کیا کہ میری تقریروں میں اخبارات نے کچھ اضافہ بھی کر دیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا۔ کہ اگر کوئی میری تقریر بنارس کو اوّل سے آخر تک پڑھیگا۔ تو اسے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ آپ نے فسادات سہارنپور۔ اجمیر۔ پانی پت وغیرہ کے متعلق یہ خیالات ظاہر کئے۔ کہ ان تمام فسادات کی ابتدا مسلمانوں کی طرف سے ہوئی۔ اور کہا کہ ہندو سنگٹھن کا جو حصہ ہندوؤں کی اخلاقی و معاشرتی اصلاح سے تعلق رکھتا ہے وہ جاری رہے اور جو حفاظت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق جو مشورہ دیا جائے۔ اور جس سے موجودہ فضا صاف ہو جائے۔ اس پر عمل کروں گا۔ محمد شفیع صاحب مظفر پوری نے تقریر کی۔ جسمیں فرمایا کہ میں نے پنڈت صاحب کی تقریر کو پڑھا ہے۔ اور ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ پڑھا ہے۔ اور اسی غرض سے پڑھا ہے۔ کہ میں بقول مالوی جی اس کو صحیح طور پر سمجھوں۔ لیکن باوجودیکہ میں ایک عرصہ سے خلافت و کانگریس کا کام کرتا رہا ہوں۔ مگر میرے دل پر تو یہی اثر ہوا کہ اس تقریر کا مقرر ہندوستان کا دشمن ہے۔ اور وہ کانگریس کے خلاف طریق کار اختیار کر رہا ہے۔ اس کے بعد سوامی شردہانند نے تقریر شروع کی اور انہوں نے یہ ثابت کرنا شروع کیا۔ کہ ملکانے مسلمان نہیں ہیں ہندو ہیں۔ اس پر مولانا محمد علی نے پائنٹ آف آرڈر لے کر ان کو روکا۔ سوامی شردہانند نے کوئی جواب نہ دیا پھر مولانا محمد علی نے تلخ جواب دیا۔ لیکن معاملہ جانبین سے ختم ہو گیا۔ مولوی آزاد صاحب نے تحریک پیش کی۔ کہ کمیٹی بنا دی جائے۔ جو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے سامنے اپنی تجاویز اس غرض سے پیش کرے۔ کہ وہ اسپیشل اجلاس کانگریس سے اس کے منظور کرنے کی سفارش کرے۔ چنانچہ کچھ مباحثہ اور تقریروں کے بعد ہم اصحاب کی ایک کمیٹی بنا دی گئی جو حسب ذیل ممبروں پر مشتمل تھی۔ مہاشہ شردہانند۔ پنڈت مالویہ پنڈت موتی لال نہرو۔ سی۔ آر۔ داس۔ مسٹر کینیڈا۔ ڈاکٹر کچلو۔ ڈاکٹر انصاری۔ مولوی ابوالکلام آزاد۔ حکیم اجمل خاں۔ مولوی شبیر حسین ڈاکٹر ستیہ پال۔ مسٹر سید محمود مولوی حبیب الرحمن۔ اس کمیٹی نے رائے دی ہے کہ فتنہ ارتداد اور اس کے روکنے کی سعی کو بند کر دیا جائے۔ اور علاقہ ارتداد میں کام کرنے والے ہندو مسلمان واپس آ جائیں۔ اخبار سیاست کا خاص تار مظہر ہے۔ کہ مہاشہ شردہانند شدھی کے کام سے اپنی علیحدگی کا وعدہ تو کرتے ہیں۔ مگر باقی لوگوں کا ذمہ نہیں لیتے۔

سنگٹھن اور شدھی کو کوئی روک نہیں سکتا

ملاپ ۱۷ ستمبر لکھتا ہے۔ اگرچہ یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کرانے والی کمیٹی کا فیصلہ ماننے کے لئے سوامی شردہانند جی نے بچن دے دیا ہے۔ لیکن ہم

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شایع ہوا)